

MUKAT



مکات

Social

Story



ڈاکٹر انبندرناتھ شیگر

ANSHAD

دلچپ ناول

مکتوب

مصنف

ڈاکٹر راشد رضا سیگور

مترجم

شائق نازن شاہ

پبلشرز

پوری بک ڈپو امرتسر

قیمت

رہتی انارکلی

انارکلی

ٹیگور کی دیگر تصانیف

ٹیگور کی کہانیاں

مافی

آپ نے آج تک بہت افسانے لکھے ہیں۔ مگر جو لطف ان کہانیوں کو دے گا وہ جو انگریزی زبان میں گمانڈر کو پڑھ کر آسان ہے وہ شاید ہی آج کے نام سے منکھور ہے۔ ہر گیت تک آپ کو مسوں ہوا ہو۔

روحانیت کا ایک مکمل سبق

قیمت جلد چھ ہے

گیتا نجلی

تخیل ٹیگور

ڈاکٹر ٹیگور کی غیر نالی تصنیف جس پر آپ کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ انعام ملا۔ جو انگریزی زبان میں لاکھوں کی تعداد میں غرضت کے چار باب ہیں اور ہر باب میں ایک ناول ہے۔

شہر ٹیگور کا ایک ٹیپ و فرم ہے

تخیلات ناول ہے آپ پڑھیے اور ہر باب میں ایک ناول ہے۔ مگر طبیعت سیرد ہوگی ناول

خران تھی ہے

قیمت جلد چھ ہے

پتہ

پوری بک ڈپو چورستی اناری امرتسر

گفت

ترانہ کے مہاراج امرتسریہ کے چھوٹے راجہ کمار کامبھک
 نام راج دھر تھا۔ سب سالار عیسا خاں کہیں کہیں راجہ کمار
 کا نام نہ کر پکارا کرتے تھے۔ راج دھر کو یہ سنت ناگوار سا
 گزرتا تھا۔ ایک روز تو انہوں نے سب سالار سے صاف
 پوچھا میں کہہ ہی دیا۔

”دیکھئے سب سالار میرا نام بیکے بے مت پکارا کیجئے؟“
 پتھان عیسا خاں تیروں کی دیکھ بھال میں مصروف تھے
 راج دھر کی یہ بات سن کر خاموش ہو رہے۔ ایک مرتبہ
 تو سب سالار عیسا خاں نے سر اٹھا کر ابرو ترچھے کہتے

ہوئے راجہ کمار کی طرف دیکھا، لیکن اُس کے ایک شانہ
 بد فوراً ہی سر جھکا کر پیر تیروں کے چہلوں کو نظر تیز سے
 دیکھنے میں بہت تن مشغول ہو گئے،
 راجہ کمار بولے۔

”اگر اب تم میرا نام نہ کر پکارو گے۔ تو میں مہاراج
 کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر دوں گا؟“
 بڑے عیسا خاں نے سر اٹھا کر راج دھر کی طرف دیکھا
 اور پھر کواک کر بولے۔

”ہاں“
 راج دھر نے اپنی شمشیر اُبار کے خول کو پتھر جلی زمین
 پر نورت سے پھینکتے ہوئے کہا۔

”ہاں؟“
 عیسا خاں اپنے شاگرد کی گستاخی کو برداشت نہ کر کے
 بیٹس آٹھے۔

عیسا خاں کو اس طرح لاپرواہی سے
 بڑی کستے ہوئے دیکھ کر راج دھر کا چہرہ اور آنکھیں سرخ
 ہو گئیں، ان میں خون اتر آیا۔

عیسا خاں تین چڑھا کر بیٹھے ہوئے ہاتھ باندھ کر بولے
 ”عاقی مہاراج! مہاراج اصیل راج شہر مہاراج حضور راج دھر سٹھ

صاحب بیادہ کو کیا کہہ کر پکارنا ہوگا؟ حضور پناہ، جہاں پناہ
خداوند، مشہد، شاہ، جو ارشاد ہوگا، میں اسی نام نامی سے
مخاطب کروں گا؟

راج دھرتی اپنے فطری تمدن لیے گو اور بھی شدید اور
سخت بنا کر کہا۔

”تم نے سنا، سنا، سنا، سالہ، میں تمہارا شاگرد بیٹھے سے ہی
ہوں، لیکن پھر بھی راجگڑھ میں، اس بات کا خیال جاری
پر لگ رہنا لازمی ہے، کیسے؟

عیشا خاں نے ٹوٹاٹک کر کہا۔

”بس خاموش رہو، اب زیادہ مت بولو، میں اس سے
ساتھ ان راہیات باتوں پر فضول مغزوں ہی کرنا پسند نہیں کرتا
لجے اور بھی کام ہے؟

اس قدر کہنے کے بعد وہ پھر تیروں کے پھلوں کا پھانسا
لینے میں مصروف ہو گئے۔

اسی اثنا میں سر پوری کے دوسرے راجگڑھ راندہ آگئے۔
پیلے ہونے جسم کو لے کر وہاں آ پہنچے، انہوں نے سر کو حرکت
دے کر ہنسنے ہوئے استفاد کیا۔

”کچھ تو خاں صاحب کیا ہو راجگڑھ؟“

عیشا خاں نے اندر گسار کی آواز پہچان کر تیر کو ہاتھ سے
نیچے رک دیا، اور محبت بھری نظر سے اُن کی طرف دیکھ کر ہنسنے
ہوئے کہا۔

”کیا کہوں، بڑی عجیب سی بات ہے، تمہارے چھوٹے بھائی
صاحب کو میں مشہد، شاہ، عالم، جہاں پناہ، عالی جاہ، کہہ کر نہیں
پکارتا، اس لئے کہ حضور کی بے تحرقق ہوتی ہے، یہی وجہ ہے
کہ جناب مجھ سے سخت ناراض ہیں؟ اس قدر کہنے کے بعد انہوں
نے دوبارہ تیر آٹھا لیا۔

”کیا یہ درست ہے؟ اس قدر کہنے کے بعد اندر گسار نے
زور سے تہق بلند کیا۔

راج دھرتی نے غصے سے تھکا کر کہا۔

”بھیا کیوں ہنسنے ہو، چپ بھی رہو؟“

اندر گسار نے جواب دیا۔ ”راج دھرتی تمہیں کیا کہہ کر
پکارتا ہوگا؟ مشہد، شاہ، عالم، جہاں پناہ؟

”اااا... وہ پھر تہق پر تہق مار کر ہنسنے لگا؟“

راج دھرتی بھیا، کیا چپ نہ رہ سکو گے؟“

اندر گسار نے پھر تہق بلند کرتے ہوئے کہا۔

”جناب عالی جاہ؟“

لوح دھڑاپ اپنے غصہ پر قابو نہ پاسکے، اندکسار کے طنزاً
 کہتے اب آن کے لئے ناقابل برداشت — ہو اٹھے، انہوں نے
 بے تاب ہو کر کہا۔

”سببیا! تمہیں خدا بھر بھی عقل نہیں“
 اندکسار راجدھر کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر تسکلاتے ہوئے
 بولے۔

تمباہی صاحب! شنڈی شنڈی ہوا کھا بیٹے، غصہ میں ہرگز
 نہ آئیے، اور ہاں میں کہہ دوں کہ اپنی اس دانش مند ی کو
 عقل رکھیٹا، تاکہ میں تمہاری عقل کشیت کو چھیٹے میں کامیاب
 نہ ہو جاؤں؟

عیشا خاں اپنا کام کرتے ہوئے راجدھر کی طرف ذرا
 توجہی نظر سے دیکھ کر ہنستے ہوئے بولے۔

”غصہ کی عقل آج کل بہت ترقی پر ہے؟“
 اندکسار۔۔۔ ہاں، اس جیسی عقل اور اپنا ثانی ایک بھی
 ہم لوگوں کو حاصل نہیں؟

راجدھر ان دونوں کی طعنہ بھری باتوں سے روٹھ کر فوراً
 ہی اس جگہ سے آٹھ کھڑے ہوئے، وہ غصہ کی بیٹابی سے اس
 جگہ تیزی سے بھاگا، کہ حوصل میں چھٹی ہوئی شمشیر آبدار بھی
 گنگنا اٹھی!

راج کار راجدھر ایک کم بیٹج برس کے تھے، رنگ سا دل
 تو درمیان لیکن جسم گٹا ہوا کافی مضبوط۔ آنکھیں چھوٹی
 چھوٹی لیکن ہلاکی تیز ہیں، دانت قدمے بڑے ہیں، آواز
 داخل ٹھری سے سخت ترس ہے، اس رعب میں جس طرز کے
 مقصدوں طرف دیکر راج کار بنا یا کرتے تھے، ویسے راجدھر
 راجکار نہ تھے، ان کے سر کے بال سیدھے اور چھوٹے
 چھوٹے گھروٹے سوٹے سے تھے، تمام لوگوں کو اس بات کا
 یقین تھا، کہ راجدھر کافی ذہین ہیں، اور اس بات کا
 خود انہیں بھی فخر تھا، وہ اپنی اس عقل کے مقابلہ میں اپنے
 دونوں بھائیوں کو دل کی دنیا میں کچھ نہ سمجھتے تھے، نکلا ہر دلی
 کے طوطے پر بے شک ان کی عزت کا خیال رکھنا اپنا فرض سمجھتے
 تھے، راجدھر کے سخت وجدیہ سے لوگوں میں خوف و ہراس
 کا وہ دورہ ہمیشہ بنا رہتا تھا، عقل کے اندرونی حصہ میں رہنے
 والے بھی ان کے مزاج سے واقف تھے، وہ تحریر کردہ طور
 پر اپنی شمشیر آبدار کو ادھر ادھر ٹیک کر نقل بھر میں اپنی
 اہل وعزلی کے جوہر دکھاتے پھرتے ہیں، وہ ہار کے ادا کیے نہیں
 راجدھری، مہاراجو صاحب کہہ گونہ تہ باندھ کر، بندگی کر کے
 پیشانی جھکا کر، مطلب یہ کہ کسی طرح سے بھی ان کو خوش نہ
 کر سکتے تھے، تمام لوگوں پر ان کی نظر نہایت سخت اور شدید

یہ وہ کتنی تھی، انہوں نے تمام شاہی اشیاء پر قبضہ جما لیا تھا، یہ تمام اشیاء کما حقہ ہی قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے، شرم و حیا کی ظاہر داری بھی ان کی آنکھوں سے مفقود ہی ہو رہی ہے۔

ایک مرتبہ جس طرح سے بڑے راجکار اور راج چند مانگیہ لاکھنؤ کا مال جباری سے اپنے قبضہ میں کر لیا، یہ دیکھ کر لوہاج چننے ضرور لیکن کہہ نہ سکتے، اس طرح انہوں نے اندکسار، پتھلے راجکار کا فخری کمان بھی ہرواپ کر لیا لیکن اندکسار نے فوراً جتا دیا۔

”دیکھو جو چیز تم نے لے لی ہے، اُسے اب میں تم سے لٹانا نہیں چاہتا، لیکن یاد رکھئے، اُسندہ اگر میری کسی چیز پر قبضہ کرنے کی نفل کو شمش کی تو پھر میں ایسی سزا دوں گا کہ اٹھانے والے اتو سے کہ نہ اٹھا سکو گے۔“

لیکن لوح دھری آنکھوں میں بڑے بھائیوں کی ان باتوں کا خیال ہی کب تھا، جو ان پر عمل پیلہ ہوتے، کہتے ہیں، کہ لوگ اس کا اخلاق دیکھ کر پروسے کے پیچھے کانوں ہی کانوں میں جا بیت خاموشی سے کہا سنا کرتے تھے، کہ بیشک چھوٹے راجکار شاہی خاندان میں پیدا ہوئے ہیں، لیکن راجکاروں کی کسی ایک اوسٹے بات بھی ان میں دکھائی نہیں دیتی۔

مہاراج امرناگیہ لوح دھری کو کچھ زیادہ پیار کرتے تھے، اس بات کا لوح دھری کو مفروضہ تھا، آج تو انہوں نے باپ کے پاس جا کر عیشا خاں پر نالشی دائر کر دی، مہاراج نے عیشا خاں کو بلا کر کہا۔

”سپہ سالار صاحب! راج کسار اب بڑے ہو گئے ہیں، بسنے اب ان کا جہاں تک ہو سکے ادب کرنا لازمی ہے۔“

بولے عیشا خاں نے جواب دیا، ”مہاراج! مجھ میں جب آپ بڑے فنون جنگ سیکھنے آتے تھے، تب میں آپ کا ادب کیا کرتا تھا، اس کی نسبت راج کاروں کا ادب کچھ کم نہیں کرتا۔“

لوح دھری ”میرا کہنا تو صرف اس قدر ہی ہے، کہ تم میرا نام دیکھت پکارو۔“

عیشا خاں نے فوری طور پر لوح کسار کی طرف سر جھکا کر کہا،

”خاموش رہو، تاحال میں مہاراج سے گفتگو کرنے میں مشغول ہوں۔“

پھر وہ مہاراج کی طرف دیکھ کر بولے، ”سعادت فرمائیے گا، آپ کے چھوٹے راج کسار خاندان شاہی کے قابل نہیں ہوئے، ان کے اٹھ کی تھار شاہانہ شان

کے شایان نہیں، یہ منشی کی طرح قلم چلانے میں ہی بہادر ہو سکیں گے، دوسرا اور کوئی کام ان سے تو نہ ہوگا۔

اسی لمحہ یومناج چند مانگیہ اور اندر کسار ویاں آئے عیسا خان نے ان کی طرف دیکھ کر کہا،

”دیکھو جہانج! یہ بھی اخراج کساری نہیں؟“

جہانج نے راج دھر کی طرف دیکھ کر کہا،

”راج دھر! خاں صاحب کیا فرما رہے ہیں؟ تم تلوار چلانے میں ان کا اطمینان نہیں کر سکتے؟“

راج دھر نے سنبھیدگی سے جواب دیا،

”جہانج! آپ تیر اندازی کا اطمینان لے لیجئے، اگر میں سب پر سبقت نہ لے جاؤں، تو جیسے ملک بدر کر دیجئے گا، میں خود ہی دارالسلطنت کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں گا۔“

جہانج نے کہا،

”بہت اچھا! الگ ہفتہ میں امتحان ہوگا، تم میں سے جو کامیاب ہوگا، اسے میں بیروں کے دستوں والی خاص مشمشیر آب دار انعام میں روٹکا۔“

اندکسار تیر اندازی میں جہادت خاص رکھتے تھے، ایک مرتبہ ان کے ایک ملازم نے چھت سے ایک اشرفی نچھ گرائی، وہ ابھی

زین پر گرنے ہی نہ پائی تھی، کہ گولج کسار نے تیر ماہ کراس اشرفی کو اپنے اذقہ کے فاصلہ پر پھینک دیا، راجدھر ماہ سے حمد کے مہاراج کی خدمت اقدس میں منشی کو بگسار نے آئے، لیکن وہ ان

آگرو ان کے دل میں ایک طرح کی زبردست بل ٹھپل بیج گئی، یومناج جو سٹے آجہیں کوئی خاص بڑا ٹکڑا ملحق نہیں

تھا، کیونکہ خوبی قسمت سے تیر چھوڑنا فیک طہر پر نہ جانتے تھے لیکن اندکسار کے مقابلہ پر آنا ذرا ٹیڑھی کھیر تھی، دل ہی دل

میں سب خیالات دوڑاتے ہوئے راجدھر نے ایک عیاری کی بات طے کر لی، وہ جنس کر بولے،

”میں تیر چلانے میں تو اندکسار کا مقابلہ نہیں کر سکتا، لیکن میری عقل تیر سے بھی تیز ہے، میں اس کے ذریعے سے کام نشاٹا پر تمہاری نشاٹے لگانے میں کامیاب ہو سکتا ہوں؟“

کل امتحان ہوگا، یومناج، عیسا خان اور اندکسار امتحان کے لئے مسزوں مقام کی دیکھ بھال کے لئے گئے ہیں، راجدھر بھی وہاں پہنچ کر بولا،

”بھیا! آج پورنا ہے، مات کو جب شیر گو متی ندی سے پانی لینے کیلئے آئیگا، تو کیا اسکا شکار کرنے نہ چلوگے؟“

اندکسار نے حیرت کے چکر میں پڑ کر کہا،

حیرت کی بات ہے، آج راج دھر کو شکار کی شو بھی ہے

راج دھڑکے منہ سے تو ایسی بات کہی جس نے اسے بھی سنبھلایا۔
عیشا خاں ہلکتے ہوئے بولے ،

"کیا یہ شکاری نہیں ہیں؟ یہ گھر میں جال پھیل کر شکاریا
کرتے ہیں، ان کا شکار کھیلنا نہایت خوفناک ہوا کرتا ہے، شاہی
دربار میں کوئی مصیبت کا مارا ایسا نہ ہوگا، مگر ایک آدھ بار اس
کے جال میں نہ پھنس چکا ہو۔"

چند ماہ کیلئے "دیو" کا راج دھڑکے دل میں اس بات سے
سخت چھوٹ گئی ہے، وہ تڑپ کر بول آئے ،

"سچہ سالار صاحب! جیسی آپ کی تلوار تیز ہے، ویسی بات
بھی تیز ہے، دونوں پر آپ ہی چڑھی ہوئی ہے، جس پر ٹوٹتی ہے
اس کا دل چھرو تھی ہے۔"

راج دھڑکے ہنس کر کہا ،

"بھیا! آپ میری ذات کے لئے کسی قسم کے فکر کو دل میں بگ
نہ دیجئے، خاں صاحب کی بات ہے شک چھری کی دھار کی طرح
تیز ہے، لیکن میرے کانوں میں چڑیا کا نازک سا پر بن کر داخل
ہوتا ہے!"

عیشا خاں نے فوراً اپنی سفید سی ڈاڑھی کو ہٹا کر تھپتھپا
کہا ،

"بھلا تمہارے کان میں، یہ کہاں؟ اگر ہوتے تو اتنے دفن

میں میں تمہیں تھیر کی طرح بنا دیتا۔"

عیشا خاں کی بات سکر اندر گار نے بڑے زور سے تہمت لگایا
چند ماہ کی سفیدہ انداز اختیار کر کے خاموش سے ہو رہے
یودھ کی سفیدگی اختیار کی دیکھ کر اندر گار نے فوراً اپنی منہ
لوک فی، اور ان کے قریب گئے، اسکے بعد نہایت نرم آواز میں
مردبان درخشاہت کے طور پر بولے ،

"بھیا! آپ کی کیا رائے ہے؟ آج رات کو آپ شکار کیلئے پہنچے
چند ماہ کیلئے کہا ،

"بھیا! ہم لوگوں کا تمہارے ساتھ شکار کھیلنا بالکل فضول سی
بات ہے، آزادانہ طور پر جب دل چاہے جا سکتے ہیں، ہماری موجودگی
میں تمہارا حوصلہ پست ہو جاتا ہے، تم جنگل میں جا کر جس تعداد
چاہتا ہے، جنگلی درندوں کو مار گرتے ہو، اور ہم لوگ محض پلوے
درختوں اور کانٹوں کی جھاڑیوں کا شکاری کر سکتے ہیں۔"

اندر گار کی تعریف سن کر عیشا خاں بہت خوش ہوئے، انہوں
نے اندر گار کی بیٹے شہنشاہ کو شکر باض دیتے ہوئے کہا ،

"یودھ ٹیک فرما رہے ہیں، تمہارا تھیر نشانے پر خوب چھوٹ
کرتا ہے، تمہارا نڈی میں تمہارے مقابلہ پر کون مائل کا لال آسکتا

ہے؟"

اندر گار بولے ،

"نہیں بیباہی! میں ٹھٹھے کی بات نہیں کرتا، آپ کو شکار کھیلنے جانا ہی ہوگا، اگر آپ نہ جائینگے تو اور کون جائیگا؟
 بوجھ نے کہا۔ بہت بہتر چلنے میں بھی چلوں گا، آج
 ماجد صحرے کے دل میں شکار کھیلنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے میں اسے
 نامید نہ کر سکوں گا۔"

"کیوں بیباہی! آپ میری خواہش پر نہ جائینگے کیا؟
 چند ماہ کیلئے کہا۔ اسے یہ تم کیا کہہ رہے ہو، تمہارے
 ساتھ تو ہر روز شکار کھیلنے جاتا ہوں؟"

اندکسار کہنے لگا۔ "یہی وجہ ہے، میری بات اب گئی
 گزری ہی ہو گئی ہے نا۔"

چند ماہ کیلئے مسخویدہ آواز میں کہا۔ "تم میری بات سے
 یہ مطلب لیتے ہو، اس کا مجھے بہتر خیال ہے؟"

اندکسار خود اُسکا کر بولے۔ "نہیں تو بیباہی، بد ٹھٹھے
 مت، ہنسی ہنسی میں میں نے کچھ کہہ دیا ہے، میں شکار کھیلنے
 ضرور چلوں گا۔"

"چلئے تو سہی شکار کے لئے ضروری سامان درست کر لیں؟
 عیاشخان نے دل ہی دل میں کہا۔"

اندکسار دس تیروں کی چوٹ اپنے دل پر برداشت
 کر سکتا ہے، لیکن بیباہی کی ایک معمولی سی بے ادبی اس

کے لئے ناقابل برداشت ہے،
 شکار جانے کے لئے جب تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں، تب
 ماجد صحرے نے پاؤں اندکسار کی بیوی کلا دیوی کے کمرے
 میں گئے، کلا دیوی ہنس کر بولی۔

"چھوٹے راج کسار! یہ کیا آپ تو، ایک بار گئی اس طرح
 تیرکان لگائے، جنگلی سامان زیب تن کر کے کٹرین لائے ہیں
 کیا بچے ہی تو نشانہ بنانے کی مرضی نہیں ہے؟"

ماجد صحرے بولے۔ "نہیں بیباہی! آج ہم تینوں بیباہی
 شکار کھیلنے جائینگے، اسلئے تو یہ جنگلی لباس زیب تن کیا ہے؟
 کلا دیوی نے قدم سے حیرت میں آکر پوچھا۔ "تو کیا آپ بھی
 جائیں گے؟ آج تینوں بیباہی شکار کھیلنے جائینگے، یہ بات اچھی تو
 نہیں، یہ شہست ناستارہ ہوا نا؟"

کلا دیوی کی یہ بات ہنسی میں لوٹ پوٹ سی ہو گئی، راج دھر
 تہق بازی کا انداز اختیار کر کے خوب کھلکھلائے، لیکن کمرے کے بجائے
 کچھ نہ۔

کلا دیوی نے کہا۔ "نہیں نہیں! ایسا ہرگز نہ ہوگا، وہ ہر
 روز شکار کھیلنے جائینگے، اور میں یہاں تن تنہا، مخر خیا لات میں ٹھٹھے
 لگایا کرونگی؟"

راج دھر نے کہا۔ "ہم تم آج رات کو ہی شکار کے لئے جانے

دل نہیں!

کلا دیوی نے سر ہلا کر کہا۔ "ایسا کہی نہ ہو گا، دیکھو گی آج وہ دیکھتے جاتے ہیں؟"

راجدھر نے کہا۔ "بھائی ایسا کرونا پھر، آگے تیرے کان کو چھپا کر کہیں رکھ دو!"

کلا کہنے لگی۔ "کہیں چھپاؤں؟"

راجدھر کہنے لگا۔ "بات میرے نوٹ رہی، میں کہیں نہ کہیں چھپا دوں گا!"

کلا دیوی نے ہنس کر کہا۔ "بات تو بے جا نہیں خوب تماشا ہو گا!"

لیکن دل ہی دل میں لول اٹھی۔ "راجدھر کا مطلب کھار ہے، یہ تو بات غیر ممکن ہے، کہ حضرت بعض میری حقیر سی ذات پر ہی اسان کرنے کیلئے تشریح لائے ہیں!"

اچھا چلے، ان کے میگزین میں!"

اس قدر کہنے کے بعد کلا دیوی نے ہلکا سا جاکر میگزین کا دروازہ کھولا دیا، لٹچ دھر چھپے ہی میگزین کے کمرے میں داخل ہوئے کلا نے دروازہ بند کر کے بیرونی کواڑوں پر تال لگا دیا اور پھر

میگزین کے کمرے میں تید ہو گئے، کلا دیوی باہر سے ہنس کر بولی "پھر نے راج کسا، آپ میں جاتی ہیں!"

اور اسکے بعد واقعی کلا دیوی وہاں سے رخصت ہو گئیں اور اندر کمر گہری شام ہوتے دیکھ کر اپنے محل میں پہنچے اور میگزین کی چابی تلاش کرنے لگے، چابی ملنے سے رہی، کلا دیوی ہنسنے ہنسنے بولیں،

"اسے ہاں میں سمجھ گئی، آپ مجھے تلاش کر رہے ہیں، میں نہیں کھو تو نہیں گئی ہوں!"

شکار کا وقت نہایت برقی رفتاری سے گزرتا جا رہا ہے

اس بات کو دل ہی دل میں سوچ کر کلا دیوی کی بات کا جواب

دیتے ہوئے اندر کمر نہایت جلد تپنی سے پھر چابی کی تلاش

میں جلد تپن مصروف ہو گئے، کلا دیوی اب کی بار آن کے مقابل

ہی جا کر کھڑی ہو گئیں، اور مسکراتے ہوئے بولیں،

آپ اس قدر تامل سے کیوں رہے ہیں؟ میں تو آپ کی

آنکھوں کے سامنے حاضر ہوں، لیکن پھر بھی نہ جانتے کیوں آپ

میرے اس طرح چاروں طرف گھوم رہے ہیں؟ کیا میں آپ کو

نظر نہیں آتی؟

اندر کمر نے قدر سے سستی ہی سے کہا۔

"بیاری اس وقت کسی قسم کی مداخلت نہ کرو، میری ایک چیز

نہو گئی ہے، جس کام کی ضروری چیز ہے وہ"

کلا دیوی نے ہنس کر کہا۔ "آپ کی جو کسی چیز کھو گئی

ہے، اسے میں جانتی ہوں، مجھے معلوم ہے، اگر آپ میری بات میں
تو میں تلاشی کرنے کے بعد وہ چیز آپ کے حوالہ کر دوں۔

اندکسار بولے۔ بہت اچھا، مان لوں گا، تمہاری بات
سنی، ابو۔

گلا دیوی بولی۔ ٹی۔۔۔ تو سنئے آج آپ شکار کھیلتے کیلئے
دجا میکیں گے، یہ جیسا اپنی چاہی،

اندکسار بولے۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے، شکار کھیلتے تو
غزوہ جاؤں گا۔

گلا دیوی پر بولی۔۔۔ آپ چند ہنسی ہو کر اپنی بات سے پو
ٹکے، ایک معمولی سے اقرار پر بھی کار بند درہ سکے۔

اندکسار بولے۔۔۔ اچھا، تم اس کیلئے غصہ کیوں دیتی ہو
تمہاری ہی بات ہے، میں آج شکار کھیلتے نہ جاؤں گا۔

”تا وہ کیلئے بھلا، کیا کوئی آپ کی اور تھے بھی بگڑ گئی ہے؟“
”نہ کیا چیز ہے، یا تو نہیں آئی اسوقت“

”آپ لوگوں کی ہمت اقلیم کے مول کا سیرا، آپ لوگوں،
سوئے کا چاند۔“

اندکسار نے شکار کر سہا جا یا

”تو سب سے سادہ آئیے میں دکھلاؤں ہوں۔“

استد کہنے کے بعد گلا دیوی نے انہیں اپنے ہمراہ میگزین

کمرے کا دروازہ کھول دیا،

اندکسار نے دیکھا کہ راج دھر کمرے کے وسط میں چپ چاپ
بٹھے ہیں، ان کو اس حال میں اُداس سے بیٹھے دیکھ کر اندکسار
نے ہلے ندر سے تبتے پر تہمت لگا یا، پھر بولے،

”یہ کیا، راج دھر میں تمہیں میگزین میں دیکھ رہا ہوں۔“
گلا دیوی۔۔۔ یہ ہمارے ہلے ہتھیار ہیں نا۔

اندکسار۔۔۔ ٹھیک کہتی ہو، یہ تمام ہتھیاروں کی نسبت
تیز ہیں۔“

راج دھر نے دل ہی دل میں کھڑکی چکائی۔۔۔ میں تم لوگوں
کے زبان کے ہتھیار سے تو تیز نہیں ہوں، اور پھر ظاہر داری کے
طرح پر بولے،

”نہنلی بھائی نے ہنسی سے دھوکہ دے کر مجھے میگزین میں بند
کر دیا تھا۔“

استد کہنے کے بعد وہ میگزین صبا ہر نکل آئے،

اندکسار۔۔۔ لیکن یہ کمرہ تو معمولی سی ہنسی اور مذاق کے
لئے نہیں بنتا، یہاں کا کہیں تو نہایت خوفناک بازی کھیلتے والوں کا
گھر آپ کا آنا اس جگہ اس کمرے میں بھلا کیسے ہوا؟

راج دھر۔۔۔ آج رات کو شکار کھیلتے کھیلتے جانا ہوا، میں نے اپنے
اس کی دیکھ بھال کی، تو سب رنگ اُلوہ پائے، کل امتحان ہو گیا

ہے، اسلئے میں تمام اسلئے کو بڑی سفاکی دے آیا ہوں، شکار
 کھیلنے کے لئے ایک بھی کارگر تھیاد میرے پاس نہیں تھا، یہی
 وجہ ہے کہ میں آپ کے چند تھیاد بھائی سے بطور قرض لینے
 چلا آیا تھا۔

” تو معلوم ہوتا ہے، کہ تم بھاری بھاری نے تمہیں یہ تمام
 میگزین قرض دے دیا ہے؟

اسقدر کہنے کے بعد اندر گدا پر قبضہ لگا کر لوٹے،

” تو سر دست باہر گئے، لیکن آئے ہو، اب قرض لینے کی خواہش

کیا ختم ہو گئی، ایک مرتبہ پھر میگزین میں چلنا، وہ پھر بھٹے،

راج دھرنے دل ہی دل میں کہا، کی طرح جل نہیں کر کہا،

” ہنسنا خوب ہنسنا، میں بھی اس قمارے کی ہنسی پر قبضہ

بلند گدوں کا، لیکن ابھی نہیں، بھیا، میں آج شکار کھیلنے نہ جاؤں گا،

نظا ہو طور پر اس قدر کہنے کے بعد ماہر دھرنے سے چلے گئے

تب کہ دیوی نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے اندر سے کہا۔

” پیارے، آپ شکار کھیلنے جائیے، میں نے اپنا سٹن واپس لیا۔“

اچھا، اب کہ اندر گدا نے کان پر تھوپ چڑھا یا اندر گدا آہستہ

سے گدا دیوی کی طرف پھینکا، تیر کھلا دیوی کے پاؤں کے قریب

جاگرا، گدا نے کہا،

” ارے یہاں نہ چمک گیا، اب میں آج شکار کھیلنے نہ جاؤں گا۔“

سے شکار کھیلنے جائیے۔“

اندر گدا کہ نہ بولے، تیر کان کر کے میں پھینک کر وہ باہر
 چلا آئے، اور پھر لو راج کے پاس آکر بولے،

” بھیا، آج شکار کھیلنے کھیلنے جانے کا موقعہ نہ مل سکا،
 چند ماہ تک شکار کر لوں،

” بچے پشتر ہی سے معلوم ہے۔“

(۲)

آج امتحان ہونے والا ہے اسی عمل سے باہر لوگوں کا بھاری

جگمگا سا ہوا ہے، امتحان کھیلنے منزلوں مقام قلعہ کو ہ مقرر

ہوا ہے، چھتے کے کہ اور ہر تک تمام جگہ لوگوں سے کھانچ بھر گئی

ہے، لڑکے دختروں پر چلو کہ بیٹھے ہوئے دیکھنے کی کوشش میں

مصروف ہیں، ایک لڑکے نے دھت کی سوکھی سی شاعری کی جھڑپی

بات میں ملے ہوئے دور دراز تک کے ایک انسان کی پانڈی کی

پھرتی سے آواز کو دوسرے انسان کے سر پر دکھ دی، جسکی

پگھٹی لڑکے نے آہاری وہ جسیں سمجھیں ہو کہ لڑکے کو پکڑنے

کے سلف پریشان ساہو رہے، لیکن کامیابی اس کے لئے

ایک نامکون سی چیز ہے، جب وہ کسی طرح میں دھت پر چڑھنے

بصداق لاچار سا ہو کہ درخت کی موٹی سی شاخ کو چھوڑنے لگا اور وہ شہزادی لڑکا کا بند کی طرح ایک ڈالی سے دوسری ڈالی پر تاج رہا ہے۔

اس کی طرح چھوٹے ہوئے انسان کو نمونہ مذاق بنا کر اس کا غصہ اندہ بیٹی پلید ہوتا دیکھ کر لوگوں میں تہمت بازی کا ایک مسلسل تار سا بندو گیا۔

ایک گوالہ بیٹی کی پنڈیا میں وہی لے کر چلا جا رہا تھا جب اُس نے درخت کے نیچے لوگوں کا انہوہ کثیر دیکھا، تو تماشہ دیکھنے کے لئے وہیں ٹھہر گیا، اسی اثنا میں اُس نے دیکھا، کہ سر سے پنڈیا غائب، پنڈیا چشم زدن میں آتھوں پر چھائی پڑتی تو وہ پہنچ گئی، وہی ماہ گھولا بولا۔

”ارے“

نگاہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

ایک شخص بولا۔ ”بھیا اتم تو وہی کے ساتھ بیٹھا بھی بھضم کر گئے، ذرا سا نقصان بھی نہ ہونے دیا تم نے یا کمال کیا“

بے چارہ گوالہ دل کی دنیا میں صبر کی سنسناقی پھیلا کر چل نکلا، راستے میں سوچتا جاتا تھا چلو سے

جان بچی لاکھوں پائے
بہنڈیا چھوڑ گھر کو آئے

ہر سونائی پر گاؤں بھر کے لوگ تاملتے تھے، اُسے بیڑ میں دیکھ کر گاؤں کا گاؤں اُس پر آواز سے کہنے لگا، وہ جتنا زیادہ تھلنے لگا، تنگ کرنے والوں کی تعداد اتنی ہی زیادہ بڑھتی گئی، اسی قدر آواز سننے والوں میں وحشی پن داخل ہوتا گیا چوٹ پر چوٹ پڑتی رہی، پھر ہر طرف سے تالیاں گونج آئیں چہرہ اور آنکھیں خون کیوتر ہو گئیں، پسینہ بہنے لگا، خیر بھی ہی بن پڑا وہ لوگوں کی اس بے نظام بیڑ سے اسکل نکل کر آئیں کوستا بڑا بلا تماشہ دیکھنے کے اپنے گھر کو لوٹ آیا اس کا دل بھی گوالہ کی بات کہہ رہا تھا

جان بچی لاکھوں پائے
تھلا کر گھر کو آئے

لوگوں کے اہوم میں جا بجا نئے نئے خود رسالے دیے جو اپنے بڑھوں کے کندھوں پر سوار ہو کر تماشہ دیکھنے آئے تھے، وہ تھنہ بسور کر رونے لگے، ہر مقام پر ہر طرح کا شور و سر ہونے لگا، اسی اشار میں تیر اندازی کے امتحان میں شروع کے باجے بجنے

گئے ، ہے ہے کے فلک شکاف نعروں نے بلا کی گونج
 پینا کر دی ، اب شور و شر مفقود ہو گیا ، غصہ نئے
 نئے خور و سال بچہ کہیں کہیں دوڑتے منہ بصورت نظر آتے
 بالکل کی رفاقت میں آنے والے کتے آسمان کی طرت شو تھی
 اٹھا کر بھونکنے لگے ، چند چاک کو سے دور فاصلہ پر لگے بیٹے
 درختوں پر بیٹھ کر کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف چمچے بلا
 بلا کہ اس اجہوم کے جمع ہونے کی وجہ پر غور و غوض کرنے
 لگے ، اور ہر خوف کی کوئی وجہ نہ دیکھ کر وہ بے خوف ہو کر
 لاپس لاپس کر بنے لگے ۔

صبح سویرے آفتاب کی روشن شعاعوں سے چمکنے ہوئے
 سنہری تخت پر بہا مانج رونق افروز ہوئے ، ملانچکرا اپنے
 اقصوں میں تیر کسان لے کر حاضر ہوئے ، بہا مانج کی طرح آنکے
 ساتھ آئے ہوئے ارکان شاہی وہ یکجہل ان کے ایچھے وہ جو
 بدرجہ نشستوں پر بیٹھ کر امتحان کے اس منظر کا انتظار کرنے
 لگے ، جھنڈے والا جھنڈا تھامے کھڑا ہے ،

لوگ تریفوں کے گیت گارہے ہیں ، ٹھوہل بجانے والا
 نقد شوق سے ناچ ناچ کر سر بلاتا ہوا زور شور سے ٹھوہل
 پٹنے میں مشغول ہے ، ہر طرف بل چل سی لگی گئی ، جب امتحان

کی کھڑیاں نزدیک آئیں ، سب عیاشا خاں نے راہگزاروں کو
 تیار ہونے کے لئے تشبیہ کر دی :
 اندکسار نے یرواج سے کہا -

"بھائی صاحب ! آج آپ کو ضرور فرخ یاب ہونا سہوگا ، اگر
 شکت ہو گئی تو ٹھیک نہ ہوگا ،
 یرواج نے ہنس کر جواب دیا ،

"ٹھیک ہو یا نہ ہو ، میرے تیر کا نشانہ چوک جانے سے دنیا
 کا کام جس چال سے چلتا ہے چلتا جائے گا ، آگے کا تھوڑا ہی
 فرض کر لو اگر ٹک بھی جائے تو میرے بیٹے کا کوئی امکان نہیں "۔
 اندکسار نے ذرا سنبیدہ لہجہ اختیار کر کے کہا ،

"بھائی صاحب ! اگر آپ نشانہ نہ لگائیں گے تو میں دیدہ
 دانستہ نشانے سے چوک جاؤں گا "۔
 یرواج نے اندکسار کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا -

"تم یہ کیا کہتے ہو ، بچپن کی باتیں نہ کرو ، اپنے استاد
 کے نام پر سپاہ ، دھب مت لگاؤ ،
 ناچ دھر غلگین و آداس کھڑے ہیں ، ان کے حلق میں
 کانٹے مسوس ہو رہے ہیں ،

عیاشا خاں نے یرواج سے کہا ،
 "وقت ہو گیا "۔

دوسرا تھکے نامہ پر چھ ستونوں کو ایک مشت باندھ کر اوڑھیاں
 کر دیا گیا، ان کے عین درمیان مرکز میں ایک پتہ
 آنکھ کی صورت میں لٹکا دیا گیا، اس پتے کے عین درمیان
 ٹھیک آنکھ کی پتلی کی طرح ایک سیاہ مارغ لگا دیا گیا،
 وہی مارغ نشانہ کا خاص مقام ہے،

ناظرین نصف ساحلقہ باندھ سے میدان میں کھڑے ہیں
 جس طرف نشانے کے ستون کھڑے ہیں، اُدھر کسی کو بیٹھنے
 نہ دیا گیا، اور اُدھر رفت کی ممانعت کر دی گئی،
 یہ واقعہ نے کسان پر تیر چڑھایا، نشانہ وہ صفت کیا اور
 پھر پھرتی سے تیر چھوڑ دیا، تیر نشانے سے ذرا اوپر چھوڑ
 کر نفل گیا، عیشا خاں کے چہرے پر ہوا لیاں سی اڑنے
 لگیں، بوڑھے استاد کے سفید ابرو من گئے، لیکن وہ خاموش
 رہا،

اندک مارنے کو مسموم کرتے ہوئے اس طرح کا چہرہ بنایا
 گویا بیٹے، بھائی لے اُسے موقع دینے کے لئے دیدہ دانستہ نشانہ
 چمکایا ہے، آخر اس نے کمان ہلاتے ہوئے عیشا خاں سے کہا
 "بھائی صاحب! اگر خیال سے کام کریں تو بہت کچھ کر سکتے
 ہیں، لیکن کسی کام میں ہی نہیں لگاتے؟"

عیشا خاں غصے میں بھر کر بولے،
 "تمہارے بھائی صاحب کی عقل اور تو سب جگہ چلتی ہے
 لیکن صرف تیر کے آگے ہی ماند پڑ جاتی ہے، اس کی وجہ صرف
 یہاں ہے کہ اُنکی عقل جبری طرح تیز نہیں"

اندک مار کر عیشا خاں کی یہ بات بہت تری مسموم ہوئی
 عیشا خاں اندک مار کے چہرے کی حالت دیکھ کر وہاں سے جھک
 گیا، اور ماجد عسکے قریب جا کر بولا،
 "اب تم نشانہ لگاؤ۔"

ماج دھرتے دل میں ذرا خوش ہو کر کہا،
 "مجنیلے بھائی صاحب سے جا کر کہئے گا، پہلے اُن کو تو لگا لینے
 دیکھو، جلدی کیا پڑی ہے؟"
 عیشا خاں سپر سالار نے ہنسا کر کہا،
 "نی الحال سوال جواب کرنے کا وقت نہیں، جو میں کہتا
 ہوں وہی کرو"

ماج دھر کی آنکھیں خون کبوتر ہو گئیں، لیکن وہ خاموش
 رہا، اُس نے تیر کمان اٹھا لیا، اور نشانہ دُست کرنے کے بعد
 تیر چھوڑا، تیر زمین میں پیوست ہو گیا اور تھوڑا تک نہ
 یوں ماج دھر سے کہا،

"تمہارا تیر نشانے کے بہت قریب پہنچ چکا تھا، اندر داخل گیا"

راج دھرم کے کمال منافی سے جواب دیا،

"نشانی پر تو پڑا ہے، دور سے صلوات سات دکھائی نہیں دیتا۔"

یو راج :- "نہیں راجدھرم تبہیں آنکھوں کا معاملہ لگا ہے، نشانی پر نہیں پڑا۔"

راج دھرم :- "مذہب چاہئے، قریب جا کر دیکھنے سے سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔"

اس بات کو سن کر یو راج خاموش ہو رہے،

عیسا خاں کا حکم پا کر اندکسار نے یکدم ناراضندی انداز میں کسان آٹھانی، یو راج نے اندکسار کو گمانِ اٹھانے کی

کہ قریب پہنچتے ہوئے نہایت دہمی آواز میں کہا،

"دیکھو بھائی! میں مجبور ہوں تم پر غصہ کرنے میں میری ہے عزتی کرنا، نا انصافی کی بات ہے، اگر آج تم نشانی دکھاؤ گے

تو تمہارا یہ چوکا بڑا تیر میرے لیے ہیں آنکھیں پرست ہو گا، میں تمہیں سچ کہہ رہا ہوں۔"

اندکسار نے اپنے بھائی کی خاک پا دیکھ کر نشانی پر لگائی اور کہا،

"بھائی صاحب! آپ کی دعا سے آج میں ضرور نشانی دکھاؤں گا

آپ کسی قسم کا شک و شبہ کو دل میں جگہ نہ دیں۔"

اندکسار کا تیر میں نشانی پر پڑا، بابے بچنے لگے، ہر طرف سب سے کی فوج دست کے نصرت کو بچنے لگے، یو راج نے فرطِ انبساط سے اندکسار کو اپنے بازوؤں میں کس لیا، اندکسار کی آنکھوں میں

خوشی کے آنسو اکٹھا آئے، عیسا خاں نے باغ باغ ہو کر کہا،

"کسار! خدا کے فضل سے تیرا ہی گھر ہزار سال کی ہو؟ جب یہ راج اندکسار کو راج کا انعام دینے لگے، تو راجدھرم

قریب جا کر بولا،

"یو راج! آپ کو معاملہ لگا ہے، میرا ہی تیر نشانی پر پڑا ہے! یہاں راج :- "ایسا پرگز نہیں ہو سکتا۔"

راج دھرم :- "یہاں راج! اگر میری بات کا یقین نہیں، تو ذرا نشانی کے قریب پہنچ کر ملاحظہ فرمائیوں۔"

اسی لمحہ میں سب نشانی کے قریب جا کھڑے ہوئے، سب نے دیکھا کہ جو تیر زمین پر پڑا ہے، اس کے پھل پر اندکسار کا نام کندہ ہے، اور جو تیر نشانی کے خاص مقام میں چیرتا ہے، اس کے پھل

پر راج دھرم کا نام کندہ ہے۔

راج دھرم بولا :- "یہاں راج! اب خود فرمائیے، عیسا خاں :- "سمما! ضرور ترکش تبدیل کیا گیا ہے،

جاننی پڑتا ہی، ترکش بدلے ہوئے نظر آئے، دونوں کے پاس اپنے اپنے ترکش تھے، ترک فرطِ حیرت سے ایک دوسرے

کامندہ دیکھنے لگے ،

عیشا خاں ۔۔۔ پھر امتحان لیا جاوے ۔

طرح دھرنے نہایت ماہر نانا دار میں کہا ،

”میں بار بار امتحان دینا نہیں چاہتا ، اس طرح سے بے یقینی کرنا سخت نازیبا ہے ، مجھے انعام لینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ، میرے بھائی صاحب کو ہی انعام سے سرفراز کر دیا جائے ۔“
مندرجہ بالا باتیں کہنے کے بعد اس نے انعام کی تلوار اندر گزار کے ہاتھ میں سے دی ۔

اندر گزارنے شرمندگی کے جوش میں کہا ،

”مجھ سے بڑے بڑے میں تمہارے ہاتھوں انعام لوں ، نہیں اسے

تم ہی سنبھالو“

اس قدر کہنے کے بعد اندر گزارنے تلوار اٹھا کر راج دھرنے کے مقابل میں پھینک دی ، راج دھرنے ہفتے ہوئے اندر گزار کر پرنام کیا اور تلوار اٹھائی ،

راج دھرنے کے اس سلوک سے ناخوش ہو کر اندر گزارنے روٹھی ہوئی آواز میں کہا ،

”جہا راج ! ارکان کے راج سے جلد ہی جنگ چھڑانے والی ہے میں اس جنگ میں جا کر انعام سے لڑنا ، آپ بے جنگ میں جانے کی اجازت فرمائیوں“

اندر گزار کا ہاتھ عیشا خاں نے پکڑ کر سخت لہجہ میں کہا ،

”تم نے جہا راج کی جہ عزتی کی ہے ، آج کی دی ہوئی تلوار

کو خود پھینکا ہے ، تم سزا کے مستحق ہو“

عیشا خاں کی گرفت سے اندر گزار نے اپنا ہاتھ بزدور چھوڑا کر کہا

”بھو ! بڑے بڑے ، مجھے سمت چھوڑو“

بڑے بڑے عیشا خاں یکبارگی دنگی ہو کر چلنے ہوئے ہوئے ،

نگد صاحب ! یہ کیا ، تم سے اس طرح کا سلوک ، کیا تم آج

جانے سے بہت باہر ہو گئے ہو ؟

اندر گزار نے آبدیدہ ہو کر نڈ نڈ لہجہ میں جواب دیا ،

”سپ سالہ ! مجھے معاف فرمائیے گا ، آج میں واقعی ہی جانے

سے بہت باہر ہو گیا ہوں“

جہا راج نے بہت کے انداز میں کہا ،

”بھائی ! اس طرح بے چین ہونے کی ضرورت نہیں ، مگر کو چلو

آرام کرو“

اندر گزار نے جہا راج کے کانوں کو چھو کر کہا ،

”جہا راج ! میری گستاخی معاف فرمائیوں“

اور جہا راج سے بولے ،

”بھائی صاحب ! واقعی ہی آج مجھے شکست ہوئی ۔“

راج دھرنے کے طرح فتح حاصل کی ؟ یہ کسی کو معلوم نہ ہو سکا ،

راج دھرنے استمان سے ایک روز پیشتر ہی کلا دیوی کی خدمت سے اندر کسار کے اسلو خانہ میں داخل ہو کر اس کے ترکش سے اس کے نام کا تیر اپنے ترکش میں داخل کر لیا تھا اور اپنے نام کا تیر اندر کسار کے ترکش میں اس طرح سے رکھ دیا تھا کہ سب سے پیشتر وہی تیر اندر کسار کے ہاتھ لگے، راج دھرنے جو بات اپنے دل میں لے کر رکھی تھی، وہی ہوئی، اندر کسار نے اتفاقاً قیہ طور پر رات دھرنے کے ہونے تیر کو ترکش سے کھینچا چلے پر چڑھایا، اور چھوڑ دیا، یہی وجہ تھی کہ راج دھرنے کی بات درست نکلی۔

جب اندر کسار کا دل ذرا المیہ ناز سے سوچنے کے قابل ہوا، تب راج دھرنے کی چال کی عیاں ہو گئی، لیکن چال کی کجی سے کسار بالکل خاموش رہا، کسی سے ذکر تک نہ کیا، ہاں یہ بات ضرور ہوئی، کہ راج دھرنے کے لئے ان کے دل میں عزت کا مادہ سمیٹ کم ہو گیا، مہاراج کے پاس جا کر اندر کسار بار بار عرض کرتے لگا،

”آپ ارکان کے راج سے جنگ کرنے کے لئے مجھے روانہ کر دیجئے مہاراج؟“
 مہاراج کوئی جواب نہ دے کر اس بات پر مزید غور کرنے لگے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے، جب کہ ترپورہ آزاد تھا، اور چٹا گاؤں ترپورہ کے ماتحت تھا، اب تین سو سال ہوئے ہونگے، ارکان کی سرحد چٹا گاؤں کے بالکل قریب تھی، یہی وجہ تھی، کہ ارکان کے راجے کبھی کبھی چٹا گاؤں پر فوج کشی کر دیتے تھے، ارکان اور ترپورہ کی دشمنی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے، امر مایکھ کا ارکان کے راجے کے ساتھ اسی قسم کا جھگڑا چل رہا ہے، اندر کسار نے آجکل جنگ چھڑنے کا خدشہ دیکھ کر جنگ میں شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا تھا، مہاراج نے کافی سے زیادہ غور و خوض کے بعد آخر یہی مانے ظاہر کی، اور تینوں بہائیوں کو مل جل کر جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔

پندرہ ہزار فوج ان کے ہم رکاب کر دی، تین بہائی پانچ پانچ ہزار فوج کا دست اپنی اپنی گھاس میں سے کر چٹا گاؤں کی طرف بڑھے، جیسا خاں سالار اعظم کی حیثیت سے ان کے ہمراہ ہونے،

کرن ہونے ندی کے مغربی ساحل پر فوج نے نیچے نصب کئے، ارکان کی لاتعداد فوج ندی کے آس پار اور اس طرف سے آ رہی ہے، ارکان کے راجہ اس مرتبہ لاتعداد سپاہ اپنے

۳۳
 ہمراہ ملے ندی کے اُس پار چھے ڈالے پڑے ہیں، اُن کی
 بائیس ہزار فوج مرنے مارنے کے لئے بالکل تیار ندی کے
 مغربی ساحل پر ڈیرہ ڈالے ہوئے حملہ کی انتظار میں
 ہے چہین ہے۔

میدان جنگ کو ہستانی زمین پر واقع ہے، مقابلے کے
 دونوں پہاڑوں پر ہر دو اطراف کی فوجیں تیار کھڑی ہیں لگ
 دونوں فوجیں یک جہتی حملہ آور ہوں، اگر دو میانی حصہ میں
 ٹٹو بیڑ ہوتے کا خطرہ لاحق ہے، پہاڑ کے چاروں طرف
 ہڑا، آگے، سدا لگو اور کنبہار کے پردوں کا گنا جھنگل ہے،
 پہاڑ کے قریب جو آبادی ہے، اس کے مکان خالی پڑے ہیں
 وہاں کے لوگ گھر، کھیت، باغیچے چھوڑ کر بھاگ نکلے ہیں،

دونوں طرف کی فوج ایک پہلو سے حملہ کرنے کے لئے
 سوچ رہی ہے، اندر کار جنگ کرنے کے لئے ہے چہین سوچا
 ہے، لیکن یرواج کی تمنا ہے کہ پہلے دشمن کی فوج حملہ آور
 ہو، یہی وجہ اُنکے انتظار کی ہے، دوسری طرف ارکان کی
 فوج اپنی جگہ سے حرکت کرنا نہیں چاہتی، نہایت خاموشی
 سے ساکن بیٹھی ہے، آخر کار اندر کار نے ہی دشمن کی فوج
 پر حملہ کرنے کی تجویز دے رکھی،

تمام فوجی حملہ میں کام آئے گا سامان درست کرنے کے

راج دھر ہوئے۔۔۔ بھائی صاحب! آپ دونوں بھائی
 دس ہزار فوج لے کر حملہ کرنے جائیں، اور پانچ ہزار فوج
 میری کمان میں رہتے ہیں ابوقت ضرورت کام آئے گی۔
 اندر کار نے ہنس کر کہا۔۔۔ میں سمجھ گیا، راج دھر ہم

لوگوں سے الگ رہنا چاہتے ہیں و
 یرواج۔۔۔ نہیں! تمہارا یہ خیال ٹھیک نہیں، راج دھر
 ٹھیک کہہ رہا ہے، عیساخان نے بھی راج دھر کی اس تجویز کو
 تسلیم کر لیا۔

یرواج اور اندر کار نے دس ہزار فوج کر پانچ حصوں
 میں تقسیم کرنے کے بعد دو دو ہزار کا دستہ بنا لیا، تجویز کے
 پانی کی ایک بادی پانچ اطراف سے پانچ دستوں کا فوری حملہ
 دشمن کی فوج پر کر دیا جائے، تاکہ دشمن کی فوج منتشر ہو جائے
 سب سے آگے تیر انداز، اُن کے پیچھے شمشیر باز، برہمنوں والے
 پھر پیہل اور بعد میں سوار سپاہی چلیں،

ارکان کی فوج ایک تاریک ترسیں جنگل میں مورچے ڈالے
 پڑی تھی، پہلے دن کے چھلے میں کوئی نتیجہ نہ نکلا، ترپورہ کی فوج
 دشمنوں کو پیچھے نہ بٹھا سکی،

دوسرے دن کی جنگ کا نتیجہ بھی کہ نہ نکلا، جب نصف

شب گذری اور دونوں طرف کی فوجیں آرام کر رہی تھیں

اردان کے جھول میں کہہ کہ آگ جبل رہی تھی جب اور جھولوں
 کے جھول گینڈ میدان جنگ میں ہاتھ پاؤں کٹی لاشوں پر زور
 زور کر پہنچ رہے تھے، بس ٹھیک اس وقت دو میل کے فاصلہ
 پر کہن پھوٹی ندی کے بہاؤ پر کشتیوں کو پل کی صورت
 میں باندھے ہوئے راجدھرا یعنی پانچ ہزار فوج کے ساتھ
 کسان کی صورت میں جدوجہد میں گرم غسل تھے،
 ایک غسل بھی ساتھ نہ تھی، ہر طرف سب کام خاموشی سے
 طے پا رہا تھا، جب کشتیوں کا پل تیار ہو گیا، تب راج
 دھر خاموشی سے اپنی فوج سمیت اس پل سے گزر کر پار
 چلے گئے۔

سماں یہ تھا، کشتی کے نیچے جس طرح پانی کا بہاؤ
 بہتا ہے، اسی طرح کشتیوں پر انسان کا دیا نہایت
 خاموشی سے آگے بہ رہا ہے، ندی میں طوفان اُٹھتا ہوا
 ہے، اور یہی وجہ ہے، کہ فوجی لوگ نہایت مصیبت کی
 حالت میں پل کو عبور کر رہے ہیں،

راج دھر کو سالہ احکام عیسا خاں کی ہدایت تھی کہ
 آدھی رات وہ نہایت خاموشی سے ندی کو پار کر کے دشمن
 کے قریب ہی جھل میں چھپ رہے، یوراج اور اوندکسار
 صبح سویرے فوج پر مقابل کی سمت سے حملہ آور ہوئے

کے، جب دشمن کی فوج بڑے بڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
 اٹارہ پار کر راج دھر یکبارگی تھکی ہوئی سپاہ پر ٹوٹ
 پڑے، یہی وجہ تھی، کہ اس تند کشتیوں کا انتظام
 کیا گیا تھا، لیکن راج دھر کو عیسا خاں کی ہدایت پر عمل
 کرنا کب گوارا تھا، وہ اپنی فوج لے کر ندی پار اُتر آیا،
 اس نے جو اپنے دل میں شان رکھی ہے، اسے سب پر
 عیاں نہیں کرنا چاہتا، وہ اپنی فوج کو ساتھ لے کر
 اردان کے راج کے نیچے کی طرف دبے پاؤں چلا، چاروں
 طرف پہاڑ ہیں، درمیان میں پہاڑی زمین ہے، اس
 کو ہستانی خطے پر شاہی غیر نصب ہے، نیچے میں تمام
 لوگ بے خوف ہو کر دنیا مافیہا سے بے خبر سو رہے ہیں
 جیوں کے قریب جا رہا آگ جبل رہی ہے، اُس آگ
 کی ہی روشنی دیکھ کر دور سے نیچے کی موجودگی کا اندازہ
 ہوتا ہے،

پہاڑ پر گنا جھل ہے، اس جھل سے راج دھر کی فوج
 کھل ہو شکاری اور خاموشی سے پہاڑ کی دوسری طرف
 اُترنے لگی، بارش کا پانی جس طرح پہاڑ پر سے نکل پھل
 کر نیچے اُترنے لگتا ہے، ویسے ہی یہ مصلح فوج اس تاریک
 قریب رات میں اسی طرح نیچے اُترنے لگی، جب تمام

سپاہ نہایت خاموشی سے بچے اتر آئی، تب وہ دبلے پاؤں پیچھے کی طرف بڑھی، پیچھے کے قریب پہنچ کر پانچ ہزار کا یہ فوجی دستہ یک بارگی گونج اٹھا، اور ایسا معلوم ہوا، گویا گونج کی صدا سے راجے کا معمول ساگر پھٹ گیا ہے، پیچھے ہیں جو لوگ سو رہے تھے، ایک بارگی جو بچتے ہوئے، ابھی نہیں؟ کرتے ہوئے باہر نکل پڑے کسی نے اس جگہ کو تاحال بعد نخرابی ہی تصور کیا، اور کسی نے بھوت پریت کی لیا کبھی، اور کوئی حیران پریشان ہو کر خاموشی سے بُت کا بت بنا رہ گیا، اس کی کبھی بھی خاک نہ آیا۔

راجہ کو نہایت آسانی سے گرفتار کر لیا گیا، راجہ نے کہا،

"مجھے قید کرنے یا تہ تیغ کر دینے سے جنگ، ہرگز بند نہ ہوگا، میرے بعد اراکین سلطنت فوراً میرے بھائی کو راجہ بنا دیں گے، لڑائی جس طرح اب جاری ہے، ویسے پھر بھی سب کی، بلکہ میں شکست تسلیم کر کے معاہدہ تحریر کئے جیتا ہوں، آپ مجھے آزاد کر دیں۔"

راجہ دھر بھی تو یہی جانتا تھا، اراکان کے سالار

نے شکست تسلیم کرتے ہوئے معاہدہ تحریر کر دیا، ایک ہفتی رات کا بیش قیمت ٹکٹ، پانچ سو سنی پوری گھوڑے اور تین بیلے ہفتی بلند تختہ نظر کے، اسی دوران میں صبح ہو گئی، آفتاب طلوع ہو گیا، تاریک رات میں جو لوگ بھوت پریت کی لیا کبھی کر ان سے خاموش بیٹھ رہے تھے انہیں اب پتہ چلا کہ یہ بھوت پریت کی لیا نہیں انسانوں کی کارگزاری ہے، ارکان کی تمام سپاہ اپنی بے عزتی پر تاسف کرنے لگے، ہر طرف بیلے بیلے اونچے پیاٹ آفتاب کی شعاعوں میں غسل لے کر شکست خوردہ سپاہ کی طرف خاموشی سے تاک رہے تھے،

راجہ دھر نے ارکان کے راجہ سے کہا،

"آپ دیر نہ کرو، فوری طور پر جنگ ختم کر دینے کا ایک حکم نامہ اپنے سپہ سالار کے نام روانہ کرو، ورنہ اندی کے اس پار ترپوری کی فوج کے ساتھ خوں ناک جنگ ہو رہی ہے۔"

ارکان کے راجہ نے فوراً جنگ بند کر دینے کے لئے ایک حکم نامہ تحریر کر کے شاہی سفیر کے ذریعہ سپہ سالار کو ارسال کر دیا، اس سفیر کے ہمراہ چند فوجی سوار

سچ فوج کے تلا کے جب کہ ابھی پورے طور پر اُجھلا ہی نہ ہوا تھا، لیڈ راج اور اندر کسار فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مشرق اور مغرب کے دشمن پر حملہ کرنے چلے، فوج کی تعداد کو دیکھ کر روپ ناماٹن ہزاروں کی گنتے گئے،

”اگر پانچ ہزار فوج اور ساتھ ہوتی تو چند سے نکل نہ ہوتا۔“

اندر کسار تیرپوری (شوجی) کی کرپا ہوگی، تو اتنی فوج سے ہی فتح حاصل کروں گا، اور اگر ان کی کرپا نہ ہوگی تو ہم لوگ ضرور مصیبت سے دوچار ہوں گے، تیرپوری کے بیادہ جیتنے کم ہوویں، اتنا ہی بہتر ہے، شوجی کی مہربانی سے آج ہم لوگ ضرور فتح حاصل کریں گے۔

اس قدر کہنے کے بعد اندر کسار ہر ہر اہم اہم کے فسر سے لگاتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی فوج پر حملہ کرنے چلے، ان کے دل کا خودی جوش فوج میں چاروں طرف پھیل گیا، موسم گرما میں ہوا کا سہارا پا کر گھر کے

پہر پر بھی آگ بڑھتی ہے، ویسے ہی فوج میں بھی قوت اداہی پا کر آگے آگے بڑھنے لگے، اس کی تیز رفتاری کو کوئی بھی نہ روک سکا، دشمنوں کا خودی سوجھ ٹوٹ گیا، دونوں طرف کی سپاہ ٹکرا گئی، فوجیں ہتھیاروں اور ہاتھوں سے برسرِ پیاد ہو گئے، انسانوں کے جسمانی اعضاء کٹ کٹ کر دماغوں کی طرح لڑائی کے کھیت میں بگرنے لگے۔

اندر کسار کا گھوڑا لنگڑا ہو کر زمین پر گر پڑا، اس کے ساتھ اندر کسار بھی گر پڑے، ہر طرف شدہ ساچ گیا، کہ وہ مارے گئے، لیکن اندر کسار نے فوراً دشمن کے ایک انسر کو پھلے سے ہلاک کر کے گھوڑے سے نیچے بگا دیا، اور برق رفتاری سے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گئے، رکاب میں پاؤں آڑھے اور گھوڑے ہو کر آفتاب کی سداوں میں خون سے بیگی ہوئی اپنی مشمشیر آبدار سر سے بلند کی پھر ندر سے گسج کر بولے،

”ہر ہر اہم اہم“

جنگ کی آگ دوگنی بڑھاک آٹھی، اندر کسار کی ہوشیاری، بہادری اور حوصلہ دیکھ کر بائیں طرف کی

دشمن سپاہ کو آن پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی تودہ
 باہر نکل کر یومراج کی فوج پر ٹوٹ پڑی، یومراج کی فوج
 کو اس طرح یک بارگی اپنے پر حملہ ہونے کا امکان نہ
 تھا، اس لئے اس دشمن سپاہ کے مقابل میں یومراج
 کی فوج گھڑی بھر کے لئے بھی نہ ظہر سکی، اور ان میں بلا
 کا سا انتشار پیدا ہو گیا، کسی کو کسی طرف جانے کی
 ہوش نہ رہی، اپنے سوار افسروں سے اپنی ہی پیدل سپاہ
 کھلی جانے لگی،

یومراج اور عیثا خاں نے فوج کو روک رکھنے کی
 کوشش کی، لیکن کسی طرح سے کامیابی حاصل نہ
 ہوئی، قریب ہی کہیں راج دھرم کی فوج چھپی ہو گی، اس
 خیالی سے عیثا خاں نے بار بار اشارے کا خفیہ بھیج
 بھیجا یا، لیکن راج دھرم کی فوج کے آنے کا کوئی آثار دکھائی
 نہ دیا،

عیثا خاں نے غصہ کی حالت میں کہا،
 "اس کو بلانا ہے فائدہ ہے، وہ گیدڑوں کی طرح دن
 کے آجائے میں باہر نہ نکلے گا،"
 آخر کار سپہ سالار عیثا خاں دل جی سے کمال بہادری

۳۳
 سے لڑنے میں مصروف ہو گئے، چاروں طرف سے جس قدر
 موت آن کو گرفت میں لینے لگی، اسی زور سے جھرائی
 کا جوش بولڑے تن میں بڑھنے لگا،

انہد کسار نے دشمن کی فوج کے ایک دستہ پر فوج
 حاصل کر کے پھر دیکھا، کہ یومراج کے افسر اور فوج مستشر
 ہو کر ادھر اور ادھر بھاگے جا رہے ہیں، وہ فوراً بھاگے
 ہوئے افسروں کو لوٹا لائے، اور کمال سرعت سے
 یومراج کو لڑانے لگے، لیکن یومراج کی فوج میں پہلے
 ہی کا انتشار پڑ چکا تھا،

جنگ کا ماحول بالکل بگڑا ہوا تھا، اس کی فوج بندہ
 کی طرح ہر طرف گھوم کر دشمن کی فوج سے برسہا پیکار ہو
 رہی تھی،

سپہ سالار نے امداد حاصل کرنے کی امید میں پھر بلکل
 بھایا گیا، لیکن کوئی جواب نہ ملا،

گر یا جاو کے زور سے فوراً سب ساکن ہو گئے، دشمن
 کے سپاہی جہاں تھے، اسی جگہ میت سے بن کر کھڑے ہو
 گئے، گھائل لوگوں کے کراہنے اور گھوڑوں کے ہنہناتے
 کے سوا میدان جنگ میں اور کوئی شور ہی گونج سنائی
 نہیں پڑتی،

ارکان کی فوج میں صلح نامہ کا جھنڈا لے کر لوگ آئے
 نہیں، ارکان کے راجہ نے اپنی شکست تسلیم کرنی ہے تو پوری
 کی فوج مارے خوشی کے اچھل پڑی،
 ہر ہیرا ہم بزم کے نعروں سے گمراہ آسمان گونج اٹھا ہو
 دشمن کے فوجی سپاہی حیرت سے ایک دوسرے کا منہ
 کھنکھانے لگے۔

راجہ دھرم پتھ کے تعذبات سے کہ پڑاؤ میں لوٹا
 تو خوب ہنسا، اس قدر ہنسا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو
 بہنے لگے، اس نے اندر گدگد کو اتنی دانت کا ٹکٹ دکھا
 کر کہا،
 "دیکھئے! جنگ کے امتحان میں فتح یاب ہو کر میں نے یہ
 انعام حاصل کیا ہے،
 اندر گدگد سے غصہ سے کہا،
 "جنگ و جنگ تم نے کب کی! جنگ کی فتح میں تم کب
 فتح یاب ہوئے؟ یہ انعام تمہارا نہیں ہے، اس ٹکٹ کو
 بڑا بچہ لے گا۔
 راجہ دھرم نے ذرا سنجیدگی اور مشائستہ آمیز لہجہ میں

کہا،
 "میں حیرت کر لایا ہوں، اس نے اس ٹکٹ کو پہلے
 میں پہنوں گا، اور بعد میں کوئی اور بچہ لے گا۔
 بڑا بچہ نے معاملہ کی اہمیت کو سمجھ کر کہا،
 "راجہ دھرم بیت ٹھیک کہہ رہا ہے، یہ ٹکٹ راجہ دھرم کو
 ہی ملنا چاہیے۔"

عیشا خاں نے محل جنم کر راجہ دھرم سے کہا،
 "تمہارا حوصلہ تو بہت بڑھا ہوا معلوم دیتا ہے، تم
 ٹکٹ پہن کر تو پوری کے لوگوں کو دکھلاؤ، کہ تم سالار
 اعظم کی حکم عدولی کے جنگ سے بھاگ آ گئے، یہ
 ٹکٹ اس ٹکٹ کے اندر نہ خجپ سکے گا، تم کو چاہیے
 ایک تھوٹی ہنڈیا سر پر رکھ کر واپس وطن میں جلاؤ
 تمہارے سر پر وہی اچھی لگے گی۔
 راجہ دھرم نے —

"خاں صاحب! اب تو تمہارے منہ سے خوب باتیں پھوٹنے
 لگیں، میں نے جنگ بھاگ کر ہی تمہاری جان بچائی ہے
 اگر میں نہ ہوتا تو اب تک تم کہاں رہتے، اس بات کا
 بھی خیال ہے؟
 اندر گدگد نے کہا۔

تکبیریں بھی رہتے ، لیکن جنگ کے خون سے گھر میں نہ
چھپے رہتے ۔
یو راج بولے ۔

اندکسار تم انسان کی بات جہیں کرتے ، تمہیں اپنی
بات کہنی چاہیے ، راج دھرم رہتا ، تو آج ہم سب مصیبت
سے دو بھر ہوتے ۔
اندکسار نے کہا ۔

”بھائی صاحب ! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں ، راج دھرم کے
نہ رہنے سے ہم لوگوں کا کوئی نقصان نہ ہوتا ، اگر راج دھرم
ہم لوگوں کے ہمراہ نہ آتا ، تو میں جنگ میں فوج حاصل کر کے
یہ ٹکٹ لاتا ، راج دھرم ٹکٹ چرا کر لایا ہے ، میں اس ٹکٹ
کو جنگ میں جیت کر لاتا ، اور آپ کو پینا دیتا ، میں خود نہ
پینتا ۔“

یو راج نے ہاتھ میں ٹکٹ لے کر راج دھرم سے مخاطب
ہو کر کہا ،

”راج دھرم ! بھائی یہ تم نے ہی فوج حاصل کی ہے ، اگر
تم نہ ہوتے تو نا معلوم ہم لوگوں کی کیا حالت ہوتی ، اتنی
کم فوج سے ہم لوگ کبھی کیا سکتے تھے ؟ میں اپنے ہاتھ سے
یہ ٹکٹ تمہیں پہنائے دیتا ہوں ۔“

منہجہ بالا باتیں کرنے کے بعد یو راج نے راج دھرم کے
سر پر ٹکٹ رکھ دیا ،

اس منظر کو دیکھ کر اندکسار کا کلیہ پھٹ گیا وہ بہت
دکھی ہو کر بولے ،

”بھائی صاحب ! راج دھرم گیدڑ کی طرح چھپ کر اندھیری
رات میں چھری کر کے یہ ٹکٹ لایا ہے ، اس پر آپ اس
کی اس قدر تعریف کر رہے ہیں ، اور میں نے جو دل و جان
سے ہنگام کرنے جنگ کی ہے ، اس کے لئے میں نے آپ
کے ہمسے سے پھیندیگی کا معمولی سا بھی اظہار نہیں سنا ،
آپ فرماتے ہیں ، کہ اگر راج دھرم نہ رہتا ، تو کوئی بھی آپ
کو مصیبت سے بچاتا ، میں نے تو لگا تار آپ کی آنکھوں
میں رہ کر جنگ کی ہے ، کیا صبح سے شام تک میں نے جنگ
نہیں کی ؟ کیا ایک ٹائپ کے لئے بھی میں جنگ چھوڑ کر
جھاگا تھا ؟ کیا میدان جنگ میں میں نے کارہن دکھایا ہے ؟
کیا میں نے ایک دم دشمن کی سپاہ پر فوج پا کر آپ کی امداد
کو دہرا نہیں آیا ؟ آپ نے کیا کہہ کر کہا ، عزیز راج دھرم
کے سوا اور کوئی بھی آپ کو مصیبت سے نہیں بچھا
سکتا ؟“

یو راج نے قلعہ کلام کر کے کہا ،

بھائی صاحب! میں اپنی ذات کی بات نہیں کرتا، جس
تو.....

ابھی یرواج کی بات ختم ہی نہ ہونے پائی تھی، کہ
اندک مار سے غصہ اور شرمندگی کے جوش میں وہاں
سے باہر نکل گئے،

عیشا خاں نے کہا۔

”یرواج! تمہیں کسی کو اس طرح سے ٹکٹ دینے کا کیا
حق حاصل ہے؟ میں سلاہ اعظم ہوں، مجھے میں چاہوں گا
توں گا۔“

اس قدر کہنے کے بعد عیشا خاں نے راج دھڑکے سر سے
ٹکٹ اتار لیا، اور یرواج کے سر پر رکھنے کی عرض سے
اُگے بڑھا۔

یرواج اپنی جگہ سے ذرا ہٹ کر بولے،

”نہیں! نہیں!! میں یہ ٹکٹ نہیں پہن سکتا۔“

”اگر تم نہ پہنو گے، تو اسے کوئی نہ پہن سکے گا۔“

اوپر والے الفاظ کہنے کے بعد عیشا خاں نے پاؤں

کی ٹھوک لگا کر ٹکٹ کو کرن بھول نندی کے نیچے ہونٹے پانی

میں پھینک دیا، اور کہا،

”راج دھڑنے جنگ کے اصول کو توڑا ہے، ٹکٹ کی

بھانے سزا کا مستحق ہے۔“

اندک مار اپنی فوج کو ہرا لے کر وہاں سے چل دئے
جنگ ختم ہو گئی، یہ سب کہ یرواج کی فوج خیمے اکٹھا کر
وطن کو لوٹ جانے کی تیاریوں میں جہد تن مصروف ہو گئی
اسی ایشا میں اچانک ایک بات اور ہو گئی،

عیشا خاں نے جب ٹکٹ کو کرن بھول نندی کے پیارے

میں پھینک دیا، تب راج دھڑ دل ہی دل میں۔۔۔۔۔

تہمت اچھا، میرے بغیر تم لوگ کچھ نفع حاصل کرتے ہو، میں

دیکھ لوں گا۔

راج دھڑ نے اپنے رفیق ناموں ناد بھائی دھڑ سے

کہا،

”جہاں میرا ٹکٹ گیا ہے، وہیں میں نفع کر بھی پہنچاؤں

گا۔“

دھڑ بولے۔۔۔

”تو کیا جیت کر پھر داریں گے؟“

راج دھڑ نے ان! اب کی بار مار کر ہی چیتوں لے

گا۔

۱۱

"میں اندکسار کے ضرور کو جب تک ہنسی میں نہ ملاوں گا، تب تک واپس نہ لوٹوں گا، میں نے جو اس طرح فتح حاصل کی ہے، اسے وہ تسلیم نہیں کرتے، دیکھوں گا کہ اس مرتبہ وہ اکیلے جنگ کر کے کیسے فتح حاصل کرتے ہیں؟"

دعوتِ بدعتیہ۔

"کہانی صاحب! اتنی لاپرواہی سے یہ بات نہ کہو، ایشور کی کراپا سے وہ جیت بھی سکتے ہیں، یہی بات سے تباہ مانتے اور وہ کہہ کرے کی ضرورت ہی کیا ہے، اندکسار جنگی علم کے پیشترین ماہر ہیں۔"

راج دھرتی گیا۔

"بہت اچھا! ان تمام باتوں کا فیصلہ کسی دوسرے وقت ہوگا، ابھی تمہیں ایک کام کرنا ہے، بات یہ ہے کہ ارکان کے راجہ اپنی فوج سے کرمیج گیزام کوچ کر دیں گے، جب تک وہ پہلے گاؤں کی سرحد پار نہ کریں گے، تب تک ان کے تمام سالار سرحد جیے میں کیفیت قیدی رہیں گے، بیشتر اس کے کہ وہ اپنا فیہر آشنا کر پھینک لگیں، تم سیر، چلو آگے باتوں تک پہنچا دو۔"

دعوتِ بدعتیہ نے پتہ چھا۔

"آپ نے چٹھی میں کیا لکھا ہے، اس کے منتشر مقصدوں کا بھلے بھی علم ہونا چاہئے، کیوں کہ اس بار سے میں کہہ چکے کی ضرورت پڑی تو کہہ دوں گا، اور کام ختم کر کے ہی واپس لوٹوں گا۔"

راج دھرتی گیا۔

"میں نے لکھا ہے، کہ میں بے عزت ہوا ہوں، اس لئے میں اپنے بھائی بندوں سے رخصت لے کر پانچ ہزار فوج کے ہمراہ گھر لوٹ جانے کے بہانے اور فاصلہ پر ہٹ جانے کا، اندکسار میں اپنے بیٹے بھائی سے بگڑ کر چلے گئے ہیں، فوج یہ کہہ کر کہ جنگ ختم ہو چکی ہے لوٹ جانے کے لئے آمادہ کھڑی ہے، اس موقع پر اگر ارکان کے راجہ اچانک حملہ کر دینگے، تو انہیں تڑپ کر فوج پر ضرور فتح حاصل ہوگی۔"

دعوتِ بدعتیہ۔

"وہ ضرور فتح حاصل کریں گے، اس کے بعد، آخر کار تم لوگ ہائے دئے کرتے ہوئے جان دو گے، اگر آگ آگ لگتی ہے تو پہلے اپنے گھر کا چھپر سنبھالو، پھر آگ۔"

راج دھرتی بند بوجی میں گیا۔

”مجھے عقل دینے کے لئے کسی تنبیہ کی ضرورت نہیں
 تم جانے کے لئے تیار ہو جاؤ، دیکھو کسی کو علم نہ پہنچانے
 خبری فوج کو کسی طرح کا شبہ ہو گیا تو کیا کرایا سب پاؤ
 جانے کا۔“
 دھرتی نے کہا۔

”مجھے تنبیہ کرنے کے لئے کسی بھی عقلمند کو تکلیف
 نہ کرنی چاہیے، میں سب جانتا ہوں، تم مطمئن رہو۔“

دندکار جب آزاد ہو کر اپنی فوج کے ہمراہ قدر دور
 فاصلہ پر آگے بڑھ گئے، اور یوداج کی سپاہ فیجے آگیا
 اور واپس وطن جانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئی
 جب دشمن کی سپاہ نے اچانک بے خبری کے عالم میں
 یوداج کی فوج پر برق رفتاری سے حملہ کر دیا، یوداج دھرتی
 اپنی فوج کو لیکر کہاں چلا گیا، اس بات کا کچھ پتہ بھی نہ
 پان سکا۔

یوداج کی بیٹی بھی تین ہزار فوج، دشمن کی چو گئی
 فوج کے حاصرے میں یک دم گہر سی گئی، عیشا خاں نے

یوداج سے کہا،

”آں اب لپکتے کی آمید نہیں، تم جنگ کا تمام لوجہ میرے
 کندھوں پر ڈال کر بھاگ جاؤ۔“

یوداج نے کمال بہادری سے جواب دیا،

”بھاگ جانے پر بھی تو ایک نہ ایک روز مرنا ہی پڑے

گا۔“

اور پھر ہر چہا طرف دیکھ کر بولے۔

”بھاگوں، میں تو کس طرف؟ اس جگہ سڑے کا جو ماحول
 نظر آتا ہے، وہ بھاگنے کا نہیں، دکتا، اسے ایشیہ باب تمہاری
 ہی کیا ہے۔“

عیشا خاں نے کہا۔

”یوداج! ادا مرنا لیک، تم لوگوں کو میرے ہاتھوں سونپ
 کر کے ٹکڑے، اس بات کی فکر میرے دل کو لاحق ہو رہی
 ہے، ورنہ میدان جنگ کی صحت تو بھاگ بیچ پر شک
 سے سونا ہے، میں اپنی ذمے داری کے خیال سے ہی تمہیں
 بھاگنے کا مشورہ دیتا ہوں۔“

یوداج نے کہا۔ ”آپ ہمارے جنگی استادن ہیں، آپ
 کے مشورے سے ایسی باتیں بلکنی اچھی نہیں۔“

عیشا خاں نے کہا -

"تنت ہے، لیکن میرے دل میں یہ آگ دھک رہی ہے، کہ اندک سا شرمندگی کے جوش میں گد جا چکے ہیں ان کے اس گناہ کی سزا دینے کے لئے شاید میں جیتا نہ جی سکوں"

یو راج بولے -

"اگر آپ بیعت نہ رہیں گے، تو اس سے بڑھ کر اس کی سزا اور کیا ہوگی؟ وہ آپ کو اپنا سرنی تسلیم کرتا ہے"

عیشا خاں!

"بچ ہے، بکے تو اب اس سے کہنے کا موقع نصیب نہ ہوگا، اگر تمہیں یہ موقع حاصل ہو، تو ان سے صرف اس قدر کہہ دینا کہ اگر عیشا خاں بیعت نہ رہتے، تو ان کو سزا دیتے، لیکن سرنے سے پیشتر ہی وہ ان کا مقصد کر کے موت نہیں دے سکتا اب وقت نہیں ہے، آؤ ایک بار تم سے مل لوں"

اس قدر کہنے کے بعد عیشا خاں نے یو راج کو گلے لگا لیا اور کہا،

"یہ پیش خدا کے مقدس احوال میں تمہیں سزا پتا ہوں"

۵۶ وہی تمہاری حفاظت کرے

یو راج بولے -

"خاں صاحب! میں نے آپ کے کہنے ہی گناہ کئے ہوئے نہیں آج آپ بڑے مہربانی معاف فرما دیں"

عیشا خاں نے کہا -

"میں تمہیں نہیں سے ہی دیکھتا آرہا ہوں، تم نے کبھی کوئی میرا گناہ نہیں کیا، اگر نا کبھی سے کوئی قبول چھوڑ کر ہو بھی گئی ہو، تو اسے تم نے فوراً میرے دل سے نکالی کر باہر پھینک دیا، میرے دل میں تمہارا کوئی گناہ، قصور اور غلطی نہیں، یو راج اس لئے ایسا کوئی گناہ نہیں جسے میں معاف کر دوں"

یو راج نے شک یہ کا لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا،

"یہ آپ کی بہت فوازش ہے"

"اب دیر کرنا درست نہیں، چلو آج ہم لوگ مراد دار جنگ کر کے ماہر وطن کے لئے قربان ہو جائیں"

اس قدر کہنے کے بعد عیشا خاں نے اپنی سپاہ کا ایک دستہ لے کر دشمن فوج کے ایک گزور حصہ پر چڑھ کر حملہ کر دیا،

قریب ہی کی فوج آہ و زاری کا کوئی موقع نہ دیکھ

کمرے سے لاپرواہ ہو کر پانچوں کی طرح لڑتے گئی،
 عیسا خاں نے دونوں ہاتھوں میں دو تلواریں قیام لین
 ان کی بہادری دیکھ کر دشمن سپاہ حیران و ششدر
 رہ گئی۔

کسی کو بہت نہ پڑی، کہ ان سے لڑتے ایک بھی دشمن
 ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکا، آخر دشمن فوج کا حملہ سر
 پر آ گیا، اور عیسا خاں پر تیروں کی موٹا دھار بارش
 پڑنے لگی،

میدان جنگ کے قریب ایک چھوٹا سا نال تھا، اس کا
 تمام پانی خون سے سرخ ہو گیا،

عیسا خاں دشمن فوج میں داخل ہو کر لڑتے ہوئے
 پیٹھ کی چوٹی تک پہنچ گئے، کہ اچانک ایک تیر آیا، اور ان
 کے سینہ میں جوست ہو گیا، وہ گھوڑے سے چپے گر پڑے
 اور ہمیشہ کے لئے بیٹھی نیند سو گئے،

یہ لڑج کے کھینے اور کمر میں تیر گئے، اسی نیم ہسپتال
 ہو کر چپے گر پڑا، ایک تیر ہاتھی کے پیٹ میں لگا، جس کی
 وجہ سے وہ مارے درد کے پانچوں کی طرح ہر طرف دوڑ
 دوڑ کر فوج کو کھینے لگا، آخر کار روندتا بھاگتا ایک طرف
 ہو گیا،

یہ لڑج نے اسے لڑنے لگی بہت کوشش کی، لیکن
 وہ داس نہ ہوا، تیر کے زخم سے زیادہ خون بہنے کے سبب
 یونان میدان جنگ سے دوڑ کر ناپول تندی کے کنارے
 بے ہوش ہاتھی پر سے گر پڑے،

۱۰

شب کا وقت ہے، چاند آسمان پر چمک رہا ہے، اور
 شب و روز جو چاند سورج کا اچھا میدان کی سرسبز و
 شاداب زمین پر کے بے شمار نئے پھولوں پودوں پر
 پڑتا تھا، آج لاٹو دار ہاتھ، پاؤں کٹی لاشوں اور لہجہ
 انسانوں پر پڑ رہا ہے، جس بیچتے نالے کو نعل پانی میں
 چاند کا عکس عمو رقص ہوتا تھا، اس نالے کا پانی
 آج خون لاشوں کے انبار سے ٹھک سا گیا ہے، نالے
 کا تمام پانی خون سے سرخ ہو چکا ہے،

دوپہر کے وقت دن کی آفتابی نسمات سے جہاں
 موت کا خون ناک ننگے نالے ہو رہا تھا، اور جہاں خون
 غصہ، ناامیدی اور تشدد کی لہریں اُٹ رہی تھیں، اور
 جس میدان جنگ کا صاف آسمان اسلحہ و آلات کے جھنڈے
 سے جو شبیلی فوج کے تھلا ہٹ سے، گھوڑوں کی ہڈیا ہٹ

سے اور گناہوں کے کراہنے سے یا جنگی باجوں کی صلوات سے
گو بیخ سار لٹھا، وہاں اس وقت چاند کی اس بکھری ہوئی
چاندنی میں کامل خاموشی اور سنبیدگی کا ماحول چھایا ہوا ہے
گویا موت کی مجلس رقص پر خاست ہو گئی ہے، لہٰذا زہریلا
رقص گماہ کے چاروں طرف مجلس رقص کے گونڈرات باقی
رہ گئے ہیں، ہر طرف سستا ٹا ہے، ایک طرف بلند پہاڑ کا سایہ
اور دوسری طرف چاند کی روشنی دکھائی دے رہی ہے، اس
چاندنی میں جا بجا بڑے بڑے درخت نظر آ رہے ہیں، جو
اپنی شاخوں کو پھیلا کر گہری تاریکی کے اظہار کے لئے خاموشی
سے کھڑے ہیں،

اندکسار جنگ کے تمام حالات سن کر یومراج کو ڈھونڈنے
کے لئے آئے، لیکن یومراج کون پھول ندی کے کنارے لگاں
پر لپٹے ہوئے ہیں، تیر کی جبلت سے وہ گماہ رہے ہیں، جب
کا نہیں پیاس سسوس ہوتی ہے، تب وہ اس ندی کا پانی روک
کھینچتے ہیں، اور درمیانی وقفہ میں ایک بارگی بنے ہوش ہو کر
پنکھیں بچھ لیتے ہیں،

ٹنڈی ٹنڈی ہوا چل رہی ہے، کل کل کرتا ہوا
ندی کا شمل جل لگا تار گرتا بیٹتا جا رہے، وہاں ایک

بھی انسان نہیں، چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ کھڑے ہیں،
خیر آباد جنگل سائیں سائیں کر رہا ہے،

اندکسار نے سرخ لگاتے لگاتے جب وہاں پہنچ کر
دو بھرے دل سے "بھائی صاحب" کہہ کر پکارا، گویا آن
کے ان صد آمیز الفاظ سے زمین و آسمان دونوں کانپ
اٹے، اور اندکسار کو گلے سے لگاتے کے لئے دونوں بازو
بڑھائے،

اندکسار اپنے بڑے بھائی کے دونوں بازوؤں کی گرفت
میں ایک نئے نہکے کی طرح سسکیاں لے کر رونے لگے،

چند منگپ نے آہستگی سے کہا،

سرو موت! تمہیں دیکھ کر میری جان میں جان آئی، ایک
بار تمہیں دیکھنے کے لئے میرے سانس اٹکے ہوئے تھے، تم
مجھ سے مل کر رونے کو چل دئے، کیا میں تمہاری اس
جہل کو ساتھ لے کر مرتا، اب میں نے تمہا ماتھ دیکھا، تمہاری
ہمت حاصل کی، تمہارے دل سے اب غصہ کی جبلت دور ہو
گئی، میں صرف اتنا ہی چاہتا تھا، اب میں خوشی سے
مر سکوں گا، میرے دل میں اب فکر کی ایک بات بھی
باقی نہ رہی،

اس قدر کہنے کے بعد یوحنا نے اپنے جسم میں بیست
 شدہ تیروں کو باہر نکال پھینکا، تیروں کے بھکنے سے
 زخموں سے خون کی دھار بہ رہی تھی، یوحنا کی نبض
 ماند پڑنے لگی، بدن سرد ہو کر اکڑنے لگا، وہ
 بولے:

"میں مر رہا ہوں، اس کی فکر نہیں، لیکن شکست ہم
 لوگوں کو ہوئی۔"

اندکسار نے دہ دہرے دل سے کہا،

"بھائی صاحب! شکست آپ کو نہیں ہوئی، مجھے
 ہوئی ہے، میں ہی اس شکست کی بدنامی کا مستحق
 ہوں۔"

چند ماہ کی اپنا آخری وقت دیکھ کر دل ہی دل
 میں ایشور سے پراگھنا کرنے لگے،

"آہے پر اتنا! میرے لئے اس دنیا کا تماشہ ختم
 ہونے والا ہے، اب اپنی آغوشِ اُخت میں جگ
 دیکھو۔"

اس قدر کہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں بند کر
 لیں،
 صبح گرام ندی کے مغرب کی سمت سے اُس پار چاند

کارنگ ماند پڑ گیا، تب چند ماہ کیے کے چہرے کی شرفی
 سیاہی بن گئی، بہو دی بر باد ہو بن گئی، چاند کے ساتھ
 ہی ساتھ چند ماہ کیے بھی دنیا کے اس لکر بیکساں کے پانی
 سے اُس پار ہو گئے۔

نتیجہ

ادمان کے قلع نو جیوں نے پشمالوں کا تمام علاقہ
 اپنے قبضہ میں کر لیا، انہوں نے ترجمہ کی لاجد صافی آورد سے
 پھد تک کو لوٹ لیا، امر ماہ کیے بھاگ کر دیو گھاٹ چلے
 گئے، یہاں انہوں نے شرفندگی کے جو شش میں خود
 کشی کر لی،

اندکسار نے پانچ سو سپاہ سے جنگ ر جدال کر کے
 بیابان موت دی، کیونکہ میدان جنگ میں ہتھیار دکھا کر
 کار آوردتہ دل کی طرح وطن کو لوٹ جانا انہیں پسند نہ
 تھا۔

کارنگ ماند پڑ گیا ، تب چند مانگیہ کے چہرے کی شرفی
سیاہی بن گئی ، بہبودی برہادی بن گئی ، چاند کے ساتھ
ہی ساتھ چند مانگیہ بھی دنیا کے اس بکر بیکساں کے پانی
سے آس پار ہو گئے ،

نتیجہ

ارکان کے فلاح فرجیوں نے چٹا کالوں کا تمام علاقہ
اپنے قبضہ میں کر لیا ، آئندہوں نے ترمہد کی راجدھانی آدرے
پہنک کو لوٹ لیا ، امر مانگیہ بیگ کو دیو گھاٹ چلے
گئے ، یہاں آئندہوں نے شرمندگی کے جو شش میں خود
کشئی کر لی ،

اندکسار نے ہاتھی سپاہ سے جنگ ر جہدال کے
بیادہ رات موت دی ، کیونکہ میدان جنگ میں ہاتھی دکھا کر
کار اور زمین دل کی طرح وطن کو لوٹ جانا آئندہوں پسند نہ

مانج دھرنے مانج ہو کر صرف تین برس حکومت کی
آخر وہ گومتی کے گہرے بہاؤ میں ڈوب کر ختم ہو گیا ،
اندکسار جب میدان جنگ کو روانہ ہوئے ، تو ان
کی بیوی حاملہ تھی ، تھوڑے دنوں بعد اس کے ہاں لڑکا
پیدا ہوا ، وہ اندکسار کا نوریہ نظر کا لیت مانگیہ مانج دھرن
کے بعد مانج بنا ، وہ اپنے والد کی طرح ہی بہادر اور
شہ ندد تھا ،